رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸ رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

THE ALHAKAM, WEEKLY, QADIAN.

چندہ سالانہ

والیان ریاست سے ۵۰/
عوام و امراء سے ۱۰/
معاونین سے ۶/
عوام سے ۴/
ممالک غیر سے ۸ شلنگ

مدینۃ المسیح

قادیان دارالامان سے
ہر انگریزی ماہ کی
۷، ۱۴، ۲۱، ۲۸ تاریخکو
خدا کے فضل اور رحم
کیساتھ شائع
ہوتا ہے

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا مشہور و معروف اخبار جس کو
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

الحکم

دور جدید

بیا در بزم مستان تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیاں بینی ✻ دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

مدیر اعلیٰ
شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی

مدیر مسئول
شیخ محمود احمد (مجاہد مصری) عرفانی

جلد ۳۷ | ۱۴ / مئی ۱۹۳۴ء مطابق ۲۹ محرم الحرام ۱۳۵۳ھ یوم دوشنبہ | نمبر ۱۷

بجرام کہ وقت تو نزدیک رسید پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

الحکم کے اجراء پر حضرت خلیفۃ المسیح المہدی ایدہ اللہ بنصرہ کا اظہار مسرت بذریعہ مکتوب مبارک

مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ معلوم کرکے بیحد خوشی ہوئی ہے کہ آپ الحکم کو پھر جاری کرنے لگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ برکت دے۔ اور اس ارادہ کی تکمیل کے سامان پیدا کردے۔ (آمین خدا امین)

الحکم سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار ہے۔ اور جو موقع خدمت کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں اسے اور بدر کو ملا ہے وہ کروڑوں روپیہ صرف کرکے بھی اور کسی اخبار کو نہیں مل سکتا۔

میں کہتا ہوں کہ الحکم ظاہری صورت میں زندہ رہے یا نہ رہے۔ لیکن اس کا نام ہمیشہ کے لئے زندہ ہے سلسلہ کا کوئی مہتم بالشان کام اس کا ذکر کئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ تاریخ سلسلہ کا حامل ہے لیکن دل یہی چاہتا ہے کہ الحکم جس کا نام ہی بتا رہا ہے کہ ابتدائے ایام سلسلہ کے افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیا درجہ سمجھتے تھے اپنی ظاہری صورت میں بھی زندہ رہے

اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کی نسل کو اس کی خدمت کی توفیق دیتا رہے۔ اللّٰھم آمین

خاکسار میرزا محمود احمد (خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز)

انصار الحکم کا اپنا صفحہ

خاص نمبر کے متعلق آخری فیصلہ

خاص نمبر کی تیاری میں اگرچہ کافی وقت مجھے نہیں مل سکا۔ اسلئے کہ ہفتہ وار اخبار کے لئے بجائے خود مصروفیت ہوتی ہے۔ اور میری طبیعت ابھی تک کسی نہ کسی رنگ میں ناساز ہے۔ زیادہ محنت میرے لئے مضر ہے۔ تاہم میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے خاص نمبر اپنی شان میں دلچسپ اور مفید مضامین کو لئے ہوئے ہوگا۔ اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ وہ ذکر حبیب ہوگا۔ اور

ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

اس اخبار کی اشاعت کے بعد اب خاص نمبر ہی احباب کی خدمت میں پہونچے گا۔ پہلے یہ خیال تھا کہ خاص نمبر چونکہ پانچ ہزار درخواستیں پوری نہیں ہوئیں شائع ہی نہ کیا جاوے۔ لیکن بعد میں دوستوں کے اصرار سے یہ قرار پایا کہ اسے ضرور شائع کیا جاوے۔ اور اسی لئے یہ تجویز ہوئی کہ ۲۱ اور ۲۸ کے پرچے اکٹھے شائع کر دیئے جاویں۔ اور اسے خاص نمبر بنا دیا جاوے۔ لیکن پھر دوستوں نے اسپر اصرار کیا کہ اگر ۴۰ صفحے کا نہیں تو ۳۲ صفحوں پر تو شائع ہو۔ اس پر یہ فیصلہ کیا کہ ۱۴ رمئی اور ۷ رجون کے پرچے آٹھ آٹھ صفحوں پر شائع کئے جائیں اور خاص نمبر ۳۲ صفحوں پر نکلے تاکہ اخبار کی ہفتہ وار اشاعت میں بھی فرق نہ آئے اور خاص نمبر بھی ایک معقول حجم میں شائع ہو جائے۔ احباب مطمئن رہیں کہ انشاء اللہ العزیز اگلا پرچہ ان کی خدمت میں خاص نمبر کی صورت میں حاضر ہوگا۔ ابھی تک جن دوستوں نے درخواست نہیں کی وہ جلد اپنی درخواستیں بھیجدیں۔ ورنہ بعد میں نہ مل سکے گا۔ اسلئے کہ وہ اسی تعداد میں طبع ہوگا۔ جس قدر درخواستیں ہوں گی۔ احباب اس سے بھی مطلع رہیں کہ درخواست کے ساتھ قیمت بھیجدیں۔ مستقل خریداران الحکم کو یہ پرچہ حسب معمول دیا جاوے گا۔ اس نمبر کے مضامین کی فہرست میں چاہتا تھا کہ شائع کر سکوں۔ لیکن ابھی تک ترتیب کا کام نامکمل ہے۔ تاہم خاص نمبر کی بعض خصوصیتوں پر کسیقدر روشنی ڈالی جا سکتی ہے:۔

اس خاص نمبر میں ایک عنوان ہوگا **حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آخری باتیں** اور اسکے ذیل میں مندرجہ ذیل امور ہوں گے:۔

(۱) دارالامان قادیان میں آخری وحی (۲) سب سے آخری وحی (۳) سب سے آخری تقریر (۴) سب سے آخری نظم جو حضور کے سامنے پڑھی گئی۔ (۵) سب سے آخری مکتوب جو اخبار عام میں شائع ہوا (۶) آخری نماز جو آپنے ادا کی (۷) آخری تحریر (۸) آخری الفاظ (۹) اگر ممکن ہوا تو آپکی سب سے آخری پبلک تقریر بھی درج کرنے کا عزم ہے۔

ایسا ہی ایک عنوان ہوگا **حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابرکت صحابیات کی زبان سے**۔ ایک عنوان ہوگا **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعش مبارک کے سامنے**۔ آپ کی سیرۃ کے مختلف پہلوؤں پر مختلف احباب کی روایات سے روشنی ڈالی جائے گی۔ متعدد نظمیں ہوں گی۔ آپکے مکتوبات ہونگے۔ اور یہ بھی خیال ہے کہ ایک صفحہ میں آپ اور آپکے بعض عظیم الشان صحابہ کے خطوط کے عکس دیئے جاویں۔ آپ کے صحابہ کے تذکرے ہونگے۔ **ملفوظات** ہوں گے۔ جو مسلسل سلسلہ ملفوظات میں سے نہ ہوں گے۔ بلکہ مختلف عنوانوں پر خاص خاص نکات پیش کئے جاویں گے۔ ایک باب التفسیر بھی زیر نظر ہے۔ غرض اسی

خاص نمبر کو ہر طرح دلچسپ اور مفید بنانے کا خیال ہے

سب توفیق اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ اسی کے فضل اور کامیابی پر موقوف ہے۔ جن احباب کو مضامین کے لئے تحریک کی گئی ہے۔ امید ہے وہ جلد اپنے مضامین بھیجکر ممنون فرمائیں گے۔ (خادم عرفانی)

مکرمی شیخ غلام احمد صاحب جو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں سب سے پہلے آنریری واعظ ہیں اور جن کی خدمات اور نمونہ کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی قدر فرمائی۔ وہ ایک متوکل بزرگ ہیں الحکم۔ اور ایڈیٹر الحکم کے ساتھ ان کی محبت و اخلاص کا زمانہ پچھلے ۳۰ سال تک جاتا ہے۔ الحکم کا التوا انھیں ہمیشہ تکلیف دہ رہا۔ الحکم کے اجرا پر بے حد خوشی کا اظہار فرمایا۔ اور اس کی اعانت کے لئے بیس روپیہ کی رقم پیش کی۔ میں اس اعانت کی قیمت کو سمجھتا ہوں کہ یہ ہزاروں روپیہ سے بڑھکر ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر دے۔ الحکم کے لئے ان کی دعاؤں کی بہت بڑی ضرورت ہے۔

مکرمی خان صاحب چودھری نعمت اللہ خان صاحب سنیئر سب جج نے الحکم کے لئے ایک خریدار بھیجکر اس کی اعانت میں حصہ لیا جزاھم اللہ احسن الجزا۔

اگر الحکم کا ہر خریدار اپنا یہ فرض سمجھ لے کہ کم از کم ایک خریدار اُس نے مہیا کرنا ہے۔ تو الحکم کی اشاعت کا دائرہ ہی وسیع ہوگا۔ اسکے مضامین کی فہرست میں اور مفید اور دلچسپ اضافہ ہو سکتا ہے۔

میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ کوئی خط دفتر الحکم میں نہیں آتا۔ جس میں اس کے مضامین کی پسندیدگی اور اسکی ضرورت کا اظہار نہ کیا جاتا ہو۔ میں اپنے احباب کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس سے بھی زیادہ مفید بنانا چاہتا ہوں اگر وہ میرے ساتھ پورا تعاون کریں۔

مکرمی مولوی حاجی عبد العظیم صاحب (جو امسال دوسرا حج کر کے آئے ہیں) سلسلہ کے تمام اخبارات کے خریدار ہیں۔ اور انھوں نے ایک اچھی لائبریری جمع کی ہے الحکم کی ضرورت کا انھیں احساس ہے۔ اسلئے اُنھوں نے الحکم کی عام قیمت کی بجائے دس روپے سالانہ دیئے ہیں اور مزید امداد سے بھی انھیں خوشی ہوگی۔

مسلمانان کشمیر کی امداد کے لئے چندہ

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے کہ مسلمانان کشمیر کی امداد کے لئے ہر احمدی کو ایک پائی فی روپیہ چندہ باقاعدہ دینا چاہیئے۔ نیز دوسرے مسلمانوں کو بھی تحریک کرنی چاہیئے۔ کہ مظلومین کشمیر کی مالی امداد کریں۔ چونکہ اخراجات روز بروز بڑھ رہے ہیں اور مسلمانان کشمیر امداد کے اسی طرح محتاج ہیں۔ جس طرح پہلے تھے۔ اسلئے چندہ کشمیر باقاعدہ بھیجنے کی ضرورت ہے۔ احباب کو خاص توجہ کرنی چاہیئے۔

سیرۃ المہدی کا ایک ورق

ایک ضروری نوٹ

(۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ کے متعلق جو روایات یا واقعات میں شائع کر رہا ہوں۔ ہر چند میں ان کے جمع کرنے میں پوری احتیاط سے کام لیتا ہوں کہ کوئی ایسا امر حضرت اقدس کی طرف منسوب نہ ہو جاوے جو حضور تک مرفوع نہ ہوتا ہو یا اس میں کسی قسم کا اشتباہ ہو۔ ممکن ہے کہ کوئی روایت کسی دوسرے ذریعہ سے محتاج اصلاح ہو۔ اسلئے میں الحکم کے ہر پڑھنے والے اور خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ سے التماس کرتا ہوں کہ اگر وہ کسی واقعہ یا روایت کے متعلق کوئی امر قابل اصلاح پائیں تو اس سے فوراً اطلاع دیں تا کہ اس کی درستی کر دیجاوے۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اپنے بیان کو دلائل سے واضح کرنا چاہیئے۔ اور اس کی صحت کے شواہد کو پیش کیا جاوے۔ سلسلہ کی تاریخ اور خصوصیت سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق واقعات اور روایات کی صحت کا ہمیں پورا پورا التزام کرنا چاہیئے۔ مجھے یہ تو خوشی ہے کہ الحکم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرۃ کے متعلق جماعت میں ایک دلچسپی پیدا کرنے کا موجب ہو رہا ہے۔ لیکن ابھی تک دوستوں نے اس ضرورت کا احساس نہیں کیا۔ کہ وہ حضرت کی سیرۃ کے متعلق واقعات کو جمع کرنے کی طرف توجہ کریں اور الحکم کے ایڈیٹر کی اس خصوص میں امداد کریں۔ یاد رکھو کہ حضور کے حالات اور واقعات زندگی آپ کے کلمات طیبات کی حفاظت اور اشاعت ایک نہایت اہم فرض ہے۔ اگر ہم نے اس میں غفلت کی تو اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہونگے اسلئے جس بھائی کو جو واقعہ معلوم ہے۔ وہ فوراً لکھ کر بھیجدے۔ (عرفانی)

(۲)

مکرمی سید عزیز الرحمٰن صاحب بریلوی مہاجر قادیان اُن لوگوں میں سے ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ ایک عشق اور فدایانہ تعلق تھا۔ بریلی میں ان کے قتل کے منصوبے کئے گئے اور ہر قسم کی اذیتیں دی گئیں۔ مگر وہ ان ابتلاؤں میں ثابت قدم ہی نہ رہے۔ بلکہ ان کا قدم آگے بڑھا۔ ان باتوں کی تفصیل ان کے حالات میں آئے گی۔ یہ باتیں میں نے محض اس غرض سے لکھی ہیں کہ ان کے ذریعہ سے بعض روایات اور حالات الحکم میں شائع ہوں گے۔ انھوں نے التزام کر رکھا تھا کہ اپنے **داماد** حضرت نیرؔ کو (جو ان ایام میں صرف ایک سکول ماسٹر تھے۔ اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس دبلے پتلے **وجود** کے ذریعہ اشاعت سلسلہ کا کتنا بڑا کام ہو سکے گا) مقرر کر رکھا تھا۔ کہ حضرت کی مجلس کے حالات اور کلمات طیبات سید صاحب کو لکھتے رہیں۔ آج میں انھیں روایات کو جو تحریری ہیں شائع کرتا ہوں۔ (عرفانی)

(۳)

نیرؔ صاحب اپنے خسر حضرت سید عزیز الرحمٰن صاحب کو لکھتے ہیں کہ:۔

کل ۲۵؍ ستمبر ۱۹۰۵ء بوقت ظہر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا

کم از کم بارہ آدمی ایسے ہوں گے جو مختلف بلاد میں بھیجے جاویں گے اور ان کے ساتھ ایک ایک ایسا آدمی ہوگا جو کچھ انگریزی جانتا ہو۔ اب تک نامعلوم مخفی تحریکیں سے تبلیغ ہو رہی ہے **ہمارا فرض** ہے کہ ہم اپنی طرف سے **اتمام حجت** کر سکیں۔ مولوی سرور شاہ صاحب نے لکھا ہے۔ میں انکو ایک صادق آدمی پاتا ہوں۔ عنقریب کسی جگہ بھیجوں گا۔

اب ہم گور کے کنارہ پر بیٹھے ہیں۔ اب لوگوں تک پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ آگے دل اللہ کے اختیار میں ہیں۔ جو لوگ اس رستہ میں سفر کریں وہ **صابر**۔ برداشت کرنے والے چاہئیں۔ صحابہ کرام نے تلواروں کی برداشت کی۔ اسکے لئے محض **گالیاں** برداشت کرنا ہے۔

جو لوگ اللہ کی راہ میں مال وقف کرتے ہیں وہی ولی ہوتے ہیں۔ اگر ان لوگوں میں سے کوئی مر جائیگا تو **شہید** ہوگا۔ زبانی باتوں سے اور لفظ مومن سے **کچھ نہیں** ہوتا۔ **اسلام** ایک قربانی چاہتا ہے۔ بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح ہونا ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی بالکل ناخواندہ تھے۔ اور پھر بادشاہوں کے پاس **پیغام** لے کر گئے اور انھیں **تبلیغ کی**۔

حضرت شبیہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خط دیکر کسریٰ کے پاس بھیجا۔ تو انھیں ایلچی سمجھ کر سونے کی کرسی دیگئی مگر حضرت شبیہ نے اپنے ڈنڈے سے کرسی ہٹا دی اور فرمایا یہ سب ہمیں ملیگی۔ پھر جب مسلمانوں نے عیسائیوں کی بڑی بڑی تعداد کو شکست دی تو ہرقل نے کونسل کرکے پوچھا کہ کیا وجہ ہے باوجود قلت اور بے قاعدہ ہونے کے یہ لوگ ہم کو شکست دیتے ہیں۔ تب سوچ کر اس نے کہا کہ صرف یہ وجہ ہے کہ عیسائی راتوں کو غافل اور نشوں میں سرشار ہوتے ہیں۔

وہ لوگ جاگتے اور خدا کی عبادت کرتے ہیں!!

(نوٹ) اس روایت میں بہت سے نشانات ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو **تبلیغ** کا جو جوش تھا۔ اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ ان ایام میں آپ نے تحریک کی اور ارادہ فرمایا کہ کچھ لوگ باہر تبلیغ کے لئے بھیجے جاویں۔ اور فرمایا کہ جو دوست اس خدمت کے لئے تیار ہوں وہ اپنے نام دیں۔ بہت سے دوستوں نے اپنے نام دیئے۔ حضرت نے اس بیان میں حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحب کا ذکر فرمایا۔ حضور کا ارادہ کم از کم بارہ علماء اور بارہ انگریزی دانوں کے بھیجنے کا تھا۔ خدا تعالیٰ نے آپکے اس ارادہ کو اس اولوالعزم کے ہاتھ پر پورا کر دیا۔

جو حسن و احسان میں اسکا نظیر اور جانشین ہے

دوسری بات اس سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور اسوقت اپنی وفات کو بہت قریب سمجھتے تھے۔ چنانچہ فرمایا کہ **اب ہم گور کے کنارے بیٹھے ہیں**۔ تیسری بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ حضور اللہ تعالیٰ کے علم سے جانتے تھے کہ جانیوالوں میں سے بعض کو قربانیاں دینی پڑیں گی۔ اور وہ اسی راہ میں شہید ہو جائینگے۔ چنانچہ یہ بات حضرت نعمت اللہ کابلی اور حافظ مولوی عبیداللہ صاحب کی شہادت کے رنگ میں پوری ہو گئیں۔ علامہ شمس پر بھی دمشق میں جانستاں حملہ کیا گیا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انھیں بچا بھی لیا۔ اور شہادت کا مقام بھی دے دیا۔ سلسلہ کے مبلغین کے لئے بھی اس میں ہدایات ہیں کہ ان کی **زندگی** کس قسم کی ہونی چاہیئے۔ دنیا کی شوکت ان کی نظر میں ہیچ ہو۔ اور اپنے جذبات پر قابو ہو۔ دولت مندوں کے لئے اگر وہ اپنے اموال کو خدا کی راہ میں صرف کریں اور پھر تبلیغ کے لئے بھی نکلیں بہت بڑی بشارت ہے۔ (عرفانی)

(۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی **غیرت دینی** کے سلسلہ میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب روایت کرتے ہیں کہ

جن دنوں آتھم کے ساتھ بحث تھی ایک معزز عیسائی نے **دعوت** کا پیغام بھیجا آپ نے انکار فرما دیا کہ یہ لوگ ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو **گالیاں نکالتے ہیں اور ہم ان کی دعوتیں کھائیں؟**

(نوٹ) حضرت منشی ظفر احمد صاحب نے اجمالی طور پر یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ چونکہ میں خود بھی اس موقع پر موجود تھا۔ اور میرے سامنے کا واقعہ ہے اور میں اسے شائع کر چکا ہوں اسلئے اسے کسیقدر وضاحت سے لکھ دیتا ہوں:۔

"۱۸۹۳ء میں امرتسر کے مقام پر عیسائیوں سے مباحثہ ہوا جس کا نام **جنگ مقدس** رکھا گیا۔ ڈاکٹر پادری مارٹن کلارک نے چاء کی دعوت پر آپ کو اور آپ کے خدام کو بلانا چاہا آپ نے محض اس بنا پر صاف انکار کر دیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تو بے ادبی کرتے ہیں۔ اور نعوذ باللہ آپ کو جھوٹا کہتے ہیں اور **مجھے چاء کی دعوت دیتے ہیں! میں نہیں پسند کرتا۔ ہماری غیرت تقاضا ہی نہیں کرتی** کہ انکے ساتھ مل کر بیٹھیں۔ سوائے اسکے کہ

ہم ان کے غلط عقائد کی تردید کریں"

یہ پوری حقیقت اس دعوت اور حضور کے جواب کی ہے۔ حضور کسی ایسے شخص کے ساتھ۔ خواہ وہ کوئی بھی ہو کسی قسم کا تعلق نہیں رکھ سکتے تھے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتا ہو۔ اسکے لئے آپ کو اتنی **غیرت** تھی کہ ساری دنیا کے مسلمانوں کی غیرت بھی اگر اس کے ساتھ وزن کی جاوے تو آپ کا پلہ بھاری تھا۔ یہ خیالی یا عقیدہ کی بات نہیں **واقعات** ہیں۔ اور بعض ایسے وقت کے ہیں کہ جب آپ نے دنیا میں کوئی دعویٰ نہ کیا تھا۔ بلکہ ایک گوشہ نشین اور گمنام آدمی کی حیثیت سے زندگی بسر کر رہے تھے۔ چنانچہ مرزا غلام حیدر صاحب مرحوم جو آپکے حقیقی چچا تھے کی اہلیہ سے جو آپ کی حقیقی چچی تھیں۔ اسی بات سے الگ ہو گئے اور ان کے ہاں پھر نہیں گئے۔

{تفصیل سیرۃ مسیح موعود علیہ السلام
مرتبہ خاکسار کے حصہ دوم میں پڑھو}

(عرفانی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ

حضرت مولوی قمرالدین صاحب لودہانوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں اگر احباب میری مدد کریں تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے حالات ایک ترتیب سے شائع کروں۔ جیسے مثلاً لودہانہ کے صحابہ کے حالات یکے بعد دیگرے شائع ہو جاویں۔ پھر کسی دوسرے شہر کے بزرگوں کے۔ اس طرح پر یکجائی حیثیت پیدا ہو جاوے گی۔ لیکن میں تنہا اس فرض سے سبکدوش نہیں ہو سکتا۔ جب تک مقامی احباب میری قلمی مدد نہ کریں۔ بلکہ اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ مقامی احباب اپنے اپنے شہر یا گاؤں میں **احمدیت کی تاریخ** بھی مختصراً لکھیں۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے کارناموں کو جب ہم دیکھتے ہیں تو شرم آتی ہے کہ باوجودیکہ اس عہد میں کاغذ کی کثرت تھی نہ پریس ایجاد ہوا تھا۔ پھر بھی صحابہ کے حالات اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ پوری محفوظ ملتی ہے اسلئے ہر شخص واقعات کو یاد رکھتا۔ اور دوسروں کے سامنے بیان کرتا تھا۔ اس زمانہ میں باوجود ہر قسم کی آسانیوں کے ہم غفلت کرتے ہیں۔ اور یہ صرف ایک یا دوسرے آدمی کے فرائض میں داخل کر لیتے ہیں۔ پس احباب اس غفلت کو چھوڑ کر میرے ساتھ تعاون کریں۔ میں نے پہلے قادیان کے ان صحابہ کے حالات دیئے ہیں۔ جو حضرت اقدس کی خدمت میں دعویٰ سے پیشتر حاضر تھے۔ بعض کے تذکرے ابھی باقی ہیں۔ وہ بھی انشاء اللہ جلد قلمبند ہو جائینگے۔ اب میں لودہانہ کے صحابہ کے حالات لکھ رہا ہوں۔ لودہانہ کو تاریخ سلسلہ میں بہت بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اسلئے کہ سلسلہ بیعت لودہانہ ہی سے شروع ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقاصد کی اشاعت کے لئے لودہانہ نے سب سے پہلے قدم اٹھایا تھا۔ اس لحاظ سے لودہانہ کے صحابہ کا مقام بہت بلند ہے۔

میں جماعت لودہانہ کے سکرٹری صاحب تبلیغ اور سکرٹری تصنیف کو خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں کہ جس جس صحابی کے جس قدر حالات بھی وہ جمع کر سکتے ہوں لکھ کر مجھ کو بھیجیں۔ میں اس خصوص میں مولوی غلام حسین صاحب لودہانوی مقیم دہلی کا ممنون ہوں کہ وہ قلمی امداد میں سب سے آگے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے اور بیش از بیش توفیق۔ آمین

اس نوٹ کے بعد میں مولوی قمرالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے حالات ہدیہ احباب کرتا ہوں۔ (عرفانی)

پیدائش اور ابتدائی تعلیمی حالات

حضرت مولوی قمرالدین صاحب ۱۸۵۶ء کے قریب قریب پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد حضرت منشی محمد ابراہیم صاحب رضی اللہ عنہ کے حالات اخبار میں شائع ہو چکے ہیں۔ ایسے نیک دل اور خداپرست باپ کی تربیت میں انہوں نے اپنا بچپن اور ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ دیندار گھرانا تھا۔ دینی تعلیم صرف کتابی نہ تھی بلکہ عملی تھی۔ اسلئے شروع ہی سے وہ **دینی محبت** اور دینی کتابوں سے ایک شغف رکھتے تھے۔ اس زمانہ میں انگریزی تعلیم کو کفر خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن حضرت منشی محمد ابراہیم صاحب کی دوراندیشی کی داد دینی چاہیے کہ انہوں نے اس مخالفت کے زمانہ میں انگریزی تعلیم کی اہمیت کو سمجھا۔ گو خود وہ مشن سکول کے تعلیم یافتہ تھے۔ مگر انہوں نے اپنے بیٹے کے لئے پسند فرمایا کہ وہ **گورنمنٹ سکول میں اپنی تعلیم شروع کریں**۔ حضرت مولوی قمرالدین صاحب نہایت ذہین اور ذکی تھے۔ اسلئے تعلیم کے سلسلہ میں وہ اپنے ہم جماعتوں میں ہمیشہ نمایاں رہتے۔ اور اخلاقی حیثیت سے بھی ممتاز تھے۔ اس زمانہ میں مشرقی زبانوں کے امتحانوں کی طرف بھی انہوں نے توجہ کی اور منشی عالم اور فاضل کا امتحان باسانی پاس کر لیا۔ اور اس طرح پر نہایت چھوٹی عمر میں وہ فارغ التحصیل ہو گئے چونکہ [illegible] کا امتحان بھی پاس کر لیا تھا اس لئے ان کو ملازمت میں آسانی ہو گئی۔

عہد ملازمت

۱۷-۱۸ برس کی عمر میں انہیں سررشتہ تعلیم میں انہیں مدرسی کی اسامی مل گئی اور ان کی ملازمت کا سلسلہ تحصیل جگراؤں سے شروع ہوا۔ اسوقت یہ علاقہ جنگل تھا۔ اور عام طور پر لوگ جب اس علاقہ کا ذکر کرتے تو جیسے **ماجھہ۔ دوآبہ** وغیرہ علاقوں کے نام ہیں۔ اس علاقہ کو جنگل ہی کہتے تھے۔ نوجوان بیٹے کو باپ چھوڑنے کے لئے گیا۔ حضرت منشی محمد ابراہیم صاحب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں انہیں ان کی ملازمت مقام پر جانے کے وقت چھوڑنے گیا۔ اور رخصت کر کے واپس آنے لگا۔ تو محبت پدری کے جذبات کا ایک تلاطم دل میں رکھتا تھا میں پیچھے مڑ کر دیکھتا تھا اور دوسری طرف **محبت پسری** کا جذبہ موجزن تھا مولوی قمرالدین صاحب کھڑے ہو کر میری طرف مڑ کر دیکھتے رہے۔ آخر فاصلہ نے ہم دونوں کو آنکھوں سے اوجھل کر دیا۔ گو دل کے زیادہ قریب کر دیا۔ اپنے اس زمانہ ملازمت باوجودیکہ وہ نوجوان تھے لیکن تربیت ایسے اصول پر ہوئی تھی کہ وہ جہاں رہے نیکنام اور عزت کے ساتھ مشہور رہے۔ مختلف گاؤں میں تبدیلیاں ہوتی رہیں۔ تبدیلی کے وقت ہر گاؤں کے لوگ جہاں سے وہ تبدیل ہوتے۔ ان سے علیحدہ ہونے کو پسند نہ کرتے۔ اور انہیں ایسا صدمہ ہوتا جیسے کسی اپنے عزیز کے جدا ہونے کا۔ اپنے فرض منصبی کو ہمیشہ محنت اور مستعدی سے ادا کیا۔ لڑکوں کو درسی تعلیم ہی کی طرف توجہ نہ رہی۔ بلکہ ان کی **اخلاقی تربیت** کا خیال اور جذبہ ہمیشہ ان میں کام کرتا رہتا۔ ان سے ایسی محبت کرتے تھے جیسے اپنے بچوں سے ایک باپ کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ جب آپ کے شاگرد اپنے تعلیمی سلسلہ کو ختم کر کے بعض اعلیٰ عہدوں پر پہونچ گئے تھے۔ تو اس حالت میں بھی ان کے عہدہ کا وقار شاید ان کو اجازت نہ دے سکتا ہو۔ لیکن وہ اسی محبت اور شریفانہ برتاؤ اور اخلاقی تربیت کے اثرات سے بے خود ہو کر آپ کی قدم بوسی کو حاضر ہوتے۔ اور اگر ان کی کسی بیماری وغیرہ کی خبر پہونچتی تو وہ عیادت کو حاضر ہوتے اور وفات تک ان کے شاگردوں نے اپنے عمل سے اپنی شرافت کا تو ثبوت دیا ہی۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی ثابت کر دیا کہ **مولوی قمرالدین صاحب ایک مضبوط کیریکٹر کے باخلاق استاد تھے**۔

لودہانہ کا عہد ملازمت

قریباً ۱۸ سال تک آپ لودہانہ سے باہر مدرسی کرتے رہے۔ اور اب وقت آیا کہ ان کی خوبیوں کا عملی ثبوت لودہانہ والوں کو بھی ملے۔ چنانچہ آپ **لودہانہ آریہ سکول میں ملازم ہو گئے** یہاں انہیں ریاضی اور تاریخ کا مدرس مقرر کیا گیا۔ آریہ سماج اور لودہانہ کا آریہ سماج اس زمانہ میں ایک نمایاں شہرت رکھتا تھا۔ لودہانہ کے بعض آریہ نوجوانوں نے اسلام کے خلاف رسالے بھی لکھے تھے۔ میں ذاتی طور پر لالہ مرلی دھر کو جانتا ہوں وہ بڑے جوشیلے نوجوان تھے (یہ ماسٹر مرلی دھر نہیں ہیں) اور بعض لوگوں کو ان کے تقرر پر اعتراض بھی تھا کہ **مدرس ریاضی ہندو ہونا چاہیے** ان کی ذات پر اعتراض نہ تھا۔ بلکہ عام طور پر مشہور تھا۔ اور اب تک ہے کہ مسلمان ریاضی نہیں جانتے۔ اس لئے وہ سمجھتے تھے کہ مدرس ریاضی ہندو ہو۔ لیکن ہیڈ ماسٹر صاحب اور بعض دوسرے لوگ ذاتی طور پر جانتے تھے کہ یہ **بہترین مدرس تھے** اس لئے انہوں نے اس قسم کی مخالفت کا مقابلہ کیا اور کہا کہ اسی قابلیت اور اخلاق کا انسان اس قلیل مشاہرہ پر نہیں مل سکتا۔ اور پھر نتائج نے ثابت کر دیا کہ حضرت مولوی قمرالدین صاحب کا تقرر نہایت موزوں تھا۔ اسلئے کہ **سو فیصدی طالب علم پاس ہوتے تھے**

اخلاقی جرأت

تاریخ کے متعلق انپر اعتراض کیا گیا کہ مسلمان بادشاہوں کی تاریخ جب پڑھاتے ہیں تو ایسے رنگ میں بیان کرتے ہیں کہ وہ **اسلامی تبلیغ ہوتی ہے** یہ شکایت نہایت اہم اور مذہبی حیثیت سے آریہ سماج کے لئے گویا خطرناک تھی۔ اسلئے سکرٹری اور پریذیڈنٹ آریہ سماج نے خفیہ تحقیقات کی۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ انہوں نے اس طریق تعلیم کو اس قدر پسند کیا۔ اور ایسا مفید سمجھا کہ پرائیویٹ ٹیوٹر کی حیثیت سے اپنے بچوں کو گھر پر تعلیم دینے کے لئے مقرر کیا۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ تاریخ کے پڑھانے میں ایک ایک ایسا طریق اختیار کرتے تھے جس سے غلط فہمیاں پیدا نہ ہوں۔ اور صحیح واقعات صاف صاف سمجھ میں آ جاویں۔

(باقی آئندہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملفوظات

سلسلہ کے لئے دیکھیئے اخبار الحکم ۷ مئی ۱۹۳۴ء

تیسری شرط انسان کے لئے طاقت مالی ہے۔ مساجد کی تعمیر اور امور متعلقہ اسلام کی بجا آوری مالی طاقت پر منحصر ہے۔ اس کے سوا تمدنی زندگی اور تمام امور کا اور خصوصاً مساجد کا انتظام بہت مشکل سے ہوتا ہے اب اس پہلو کے لحاظ سے گورنمنٹ انگلشیہ کو دیکھو گورنمنٹ نے ہر قسم کی تجارت کو ترقی دی تعلیم پھیلا کر ملک کے باشندوں کو نوکریاں دیں۔ اور بڑے بڑے عہدے دیئے۔ سفر کے سامان بہم پہنچا کر دوسرے ملکوں میں جا کر روپیہ کمالانے میں مدد دی۔ چنانچہ ڈاکٹر، پلیڈر۔ عدالتوں کے عہدہ دار، سررشتہ تعلیم وغیرہ بہت سے ذریعوں سے لوگ معقول روپیہ کماتے ہیں۔ اور تجارت کرنے والے سوداگر قسم قسم کے تجارتی مال ولایت اور دور دراز ملکوں افریقہ اور آسٹریلیا وغیرہ میں جا کر مالامال ہو کر آتے ہیں غرض روزگار عام کر دیا۔ اور روپیہ کمانے کے بہت سے ذریعہ پیدا کر دیئے۔

چوتھی شرط امن ہے۔ یہ امن کی شرط انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اس کا انحصار علی الخصوص سلطنت پر رکھا گیا ہے۔ جسقدر سلطنت نیک نیت اور اس کا دل کھوٹ سے پاک ہوگا اُسی قدر یہ شرط زیادہ صفائی سے پوری ہوگی۔ اور اس زمانہ میں امن کی شرط اعلےٰ درجہ پر پوری ہو رہی ہے۔ میں خوب یقین رکھتا ہوں کہ سکھوں کے زمانہ کے دن انگریزوں کے زمانہ کی راتوں سے بھی کم درجہ پر تھے۔ یہاں سے قریب بوٹھر[ملہ] ایک گاؤں ہے۔ وہاں اگر کوئی عورت جایا کرتی تھی تو رو رو کر جایا کرتی تھی۔ خدا جانے پھر واپس آنا ہوگا یا نہیں۔ اب یہ حالت ہے کہ زمین کی انتہا تک چلا جاوے کسی قسم کا خطرہ نہیں۔ سفر کے وسائل ایسے آسان کر دیئے ہیں کہ ہر ایک قسم کا آرام حاصل ہے۔ گویا گھر کی طرح ریل میں بیٹھا ہوا یا سویا ہوا جہاں چاہے چلا جائے۔ مال و جان کی حفاظت کے لئے پولیس کا وسیع صیغہ موجود ہے۔ حقوق کی حفاظت کے لئے عدالتیں کھلی ہیں۔ یہ کس قدر احسان ہیں جو ہماری عملی آزادی کا موجب ہوئے ہیں پس اگر ایسی حالت میں جبکہ جسم و روح پر بے انتہا احسان ہو رہے ہیں۔ ہم میں صلحکاری اور شکر گذاری کا مادہ پیدا نہیں ہوتا۔ تو تعجب کی بات ہے؟ جو مخلوق کا شکر نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کر سکتا۔ وجہ کیا ہے؟ اسلئے وہ مخلوق بھی تو خدا ہی کی فرستادہ ہوتی ہے اور خدا ہی کے ارادہ کے ساتھ چلتی ہے۔ الغرض یہ سب امور جو مینے بیان کئے ہیں ایک نیک دل انسان کو مجبور کر دیتے ہیں۔ کہ وہ ایسے محسن کا شکر گزار ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہم بار بار اپنی تصنیفات میں اور اپنی تقریروں میں گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانوں کا ذکر کرتے ہیں۔ کیونکہ ہمارا دل واقعی اُس کے احسانات کی لذت سے بھرا ہوا ہے۔ احسان فراموش نادان اپنی منافقانہ فطرتوں پر قیاس کر کے ہمارے اس طریق عمل کو جو صدق اخلاص سے پیدا ہوتا ہے۔ جھوٹی خوشامد پر محمول کرتے ہیں۔ اب میں پھر اصل بات کی طرف عود کر کے بتلانا چاہتا ہوں کہ پہلے اس سورت میں خدا تعالےٰ نے رب الناس فرمایا۔ پھر ملک الناس آخر میں اله الناس فرمایا۔ جو اصلی مقصود اور مطلوب انسان کا ہے اله کہتے ہیں۔ معبود مقصود مطلوب کو لا اله الا الله کے معنے یہی ہیں کہ لا معبود لی ولا مقصود لی ولا مطلوب لی الا الله۔ یہی سچی توحید ہے کہ ہر مدح و ستایش کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی کو ٹھیرایا جاوے پھر فرمایا من شر الوسواس الخناس۔ یعنی وسوسہ ڈالنے والے خناس کے شر سے پناہ مانگو۔ خناس عربی میں سانپ کو کہتے ہیں۔ جسے عبرانی میں نحاش کہتے ہیں۔ اس لئے اس نے پہلے ہی بدی کی تھی یہاں ابلیس یا شیطان نہیں فرمایا۔ تاکہ انسان کو اپنی اپنی ابتدائی ابتلا یاد آئے کہ کس طرح شیطان نے ان کے والدین کو دھوکہ دیا تھا۔ اسوقت اس کا نام خناس ہی رکھا گیا تھا۔ یہ ترتیب خدا نے اسلئے اختیار فرمائی ہے۔ تاکہ انسان کو پہلے واقعات پر آگاہ کرے۔ کہ جس طرح شیطان نے خدا کی اطاعت سے انسان کو زیب دیکر روگردان کیا۔ ویسے ہی وہ کسی وقت ملک وقت کی اطاعت سے بھی عاصی اور روگردان نہ کراوے۔ یوں انسان ہر وقت اپنے نفس کے ارادوں اور منصوبوں کی جانچ پڑتال کرتا رہے کہ مجھ میں ملک وقت کی اطاعت کس قدر ہے۔ اور کوشش کرتا رہے اور خدا تعالےٰ سے دعا مانگتا رہے کہ کسی مدخل سے شیطان اس میں داخل نہ ہو جائے۔ اب اس سورہ میں جو اطاعت کا حکم ہے۔ کیونکہ اصلی اطاعت اس کی ہے۔ مگر والدین، مرشد، ہادی اور بادشاہ وقت کی اطاعت کا بھی حکم ہے۔ کیوں کہ ان کی اطاعت کا بھی حکم خدا ہی نے دیا ہے۔ اور اطاعت کا فائدہ یہ ہوگا کہ خناس کے قابو سے بچ جاؤ گے۔ پس پناہ مانگو کہ خناس کے وسوسہ اندازی کے شر سے محفوظ رہو۔ کیونکہ مومن ایک ہی سوراخ سے دو مرتبہ کاٹا نہیں جاتا۔ ایک بار جس راہ سے مصیبت آئے دوبارہ اس میں نہ پھنسو۔ پس اس صورت میں صریح اشارہ ہے کہ بادشاہ وقت کی اطاعت کرو۔ خناس میں خواص اسی طرح ودیعت رکھے گئے ہیں۔ جیسے خدا تعالیٰ نے درخت پانی آگ وغیرہ چیزوں اور عناصر میں خواص رکھے ہیں۔ عنصر کا لفظ اصل میں عن سرّ ہے۔ عربی میں ص اور س کا بدل ہو جاتا ہے۔ یعنی یہ چیز اسرار الٰہی میں سے ہے۔ درحقیقت یہاں آ کر انسان کی تحقیقات رک جاتی ہیں۔ غرض ہر چیز خدا ہی کی طرف سے ہے۔ خواہ وہ بسائط کی قسم سے ہو۔ خواہ مرکبات کی قسم سے۔ جبکہ یہ بات ہے کہ ایسے بادشاہوں کو بھیجکر اس نے ہزارہا مشکلات سے ہم کو چھڑایا۔ اور ایسی تبدیلی بخشی کہ ایک آتشی تنور سے نکال کر ایسے باغ میں پہنچا دیا کہ جہاں فرحت افزا پودے ہیں۔ اور ہر طرف ندیاں جاری ہیں۔ اور ٹھنڈی خوشگوار ہوائیں چل رہی ہیں۔ پھر کس قدر ناشکری ہوگی کہ اگر کوئی اس کے احسانات کو فراموش کر دے خاص کر ہماری جماعت کو۔ جس کو خدا نے بصیرۃ دی ہے اور ان میں نفاق نہیں ہے۔ کیونکہ انھوں نے جس سے تعلق پیدا کیا ہے اس میں نفاق نہیں ہے۔ شکر گذاری کا بڑا نمونہ بننا چاہیئے۔ مجھے کامل یقین ہے کہ میری جماعت میں نفاق نہیں ہے۔ اور میرے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں ان کی فراست نے غلطی نہیں کی۔ اسلئے کہ میں درحقیقت وہی ہوں جس کے آنے کو ایمانی فراست نے ماننے پر متوجہ کیا ہے کہ میں وہی صادق اور امین موعود ہوں جس کا وعدہ لوگوں کو ہمارے سید و مولیٰ صادق و مصدوق صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے دیا گیا تھا۔ مگر جنھوں نے مجھ سے تعلق پیدا نہیں کیا وہ اس نعمت سے محروم ہیں۔ فراست گویا ایک کرامت ہے۔ یہ لفظ فراست بفتح الف بھی ہے اور بکسر الف بھی۔ زبر کے ساتھ اسکے معنی ہیں گھوڑے پر چڑھنا۔ مومن فراست کے ساتھ اپنے نفس کا چابک سوار ہوتا ہے۔ خدا کی طرف سے اس کو نور ملتا ہے۔ جس سے وہ راہ پاتا ہے۔ اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اتقوا فراست المومن فانه ینظر بنور الله۔ مومن کی فراست سے ڈرو۔ کیونکہ وہ نور اللہ سے دیکھتا ہے۔ غرض ہماری جماعت کی فراست حقہ کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ انھوں نے خدا کے نور کو شناخت کیا۔ اسی طرح میں امید رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت عملی حالت میں ترقی کرے گی۔ کیونکہ وہ منافق نہیں ہے۔ اور وہ ہمارے مخالفوں کے اس طرز عمل سے بالکل پاک ہے۔ کہ جب حکام سے ملتے ہیں۔ تو ان کی تعریفیں کرتے ہیں۔ اور جب گھر میں آتے ہیں تو کافر بتلاتے ہیں۔

سنو اور یاد رکھو کہ خدا اس طرز عمل کو پسند نہیں فرماتا۔ تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ اور محض خدا کے لئے رکھتے ہو نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو۔ اور بدی کرنے والوں کو معاف کرو۔ کوئی شخص صدیق نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ یک رنگ نہ ہو۔ جو منافقانہ چال چلتا ہے اور دورنگی اختیار کرتا ہے وہ آخر پکڑا جاتا ہے۔ مثل مشہور ہے دروغگو را حافظہ نباشد۔

اس وقت میں ایک اور ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ سلاطین کو اکثر مہمیں پیش آتی ہیں۔ اور وہ بھی رعایا کے بچاؤ اور حفاظت کے لئے ہوتی ہیں۔ تم نے دیکھا ہے کہ ہماری گورنمنٹ کو سرحد پر کئی بار جنگ کرنی پڑتی ہے۔ گو سرحدی لوگ مسلمان ہیں مگر ہمارے نزدیک وہ حق پر نہیں ہیں۔ ان کا انگریزوں کے ساتھ جنگ کرنا

[ملہ] یہ گاؤں قادیان سے دو میل ہوگا۔ جامع

کسی مذہبی حیثیت اور پہلو سے درست نہیں ہے۔ اور اور نہ وہ حقیقۃً مذہبی پہلو سے لڑتے ہیں۔ کیا وہ تبلا سکتے ہیں کہ گورنمنٹ نے مسلمانوں کو آزادی نہیں دے رکھی؟ بلکہ ایسی دے رکھی ہے۔ اور ایسی آزادی دے رکھی ہے جس کی نظیر کابل اور نواح کابل میں بھی نہیں مل سکتی۔ امیر کے حالات اچھے سننے میں نہیں آتے۔ ان سرحدی مجنونوں کے لڑنے کی کوئی وجہ بجز پیٹ کے نہیں ہے دس بیس روپے مل جاویں تو وہ غازی بن غرق ہو جاتا ہے۔ یہ لوگ ظالم طبع ہیں جو اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔ اسلام بادشاہ وقت اور محسن کے حقوق قائم کرتا ہے۔ یہ دنی الطبع لوگ اپنے پیٹ کی خاطر حدود اللہ کو توڑتے ہیں۔ اور اُن کی رزالت اور سفاہت اور سفاکی کا بڑا ثبوت یہ ہے کہ ایک روٹی کے لئے با آسانی ایک انسان کا خون کر دیتے ہیں۔ اور ایسا ہی آج کل ہماری گورنمنٹ کو ٹرانسوال کی ایک چھوٹی سی جمہوری سلطنت کے ساتھ مقابلہ ہے۔ وہ سلطنت پنجاب سے بڑی نہیں ہے۔ اور یہ سراسر اُس کی حماقت ہے کہ اس قدر بڑی سلطنت کے ساتھ مقابلہ شروع کیا ہے۔ لیکن اسوقت جبکہ مقابلہ شروع ہو گیا ہے۔ ہر ایک مسلمان کا حق ہے کہ انگریزوں کی کامیابی کے لئے دعا کرے۔ ہم کو ٹرانسوال سے کیا غرض۔ جس کے ہم پر ہزاروں احسان ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ اس کی خیر خواہی کریں۔ ایک ہمسایہ کے اتنے حقوق ہیں۔ کہ اس کی تکلیف سن کر اس کا پتہ پانی ہو جاتا ہے تو کیا ہمارے دلوں کو سرکار انگلشیہ کے وفادار سپاہیوں کے مصائب پڑھ کر صدمہ نہیں پہنچتا۔ میرے نزدیک وہ وہ بڑا سیاہ دل ہے جسے گورنمنٹ کے دکھ اپنے دکھ معلوم نہیں ہوتے۔

یاد رکھو جذام کئی قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک جذام جسم کو لگ جاتا ہے۔ جس کو کوڑھ کہتے ہیں۔ اور ایک جذام روح کو لگ جاتا ہے۔ ہمارے ہاں ایک شخص بازار میں رہا کرتا تھا۔ اگر کوئی مقدمہ کسی پر ہو جاتا تو پوچھا کرتا تھا کہ مقدمہ کی کیا صورت ہے۔ اگر کسی نے کہدیا کہ وہ بری ہو گیا یا اچھی صورت ہے۔ تو اس پر آفت آجاتی۔ اور چپ ہو جاتا۔ اگر کوئی کہدیتا کہ فرد قرارداد جرم لگ گئی۔ تو بہت خوش ہوتا۔ اور اس کو پاس بٹھا کر سارا قصہ سنتا۔ غرض بعض آدمیوں کی فطرت میں بداندیشی کا مادہ ہوتا ہے کہ وہ بُری خبریں سننا چاہتے ہیں۔ اور کسی کی بُرائی پر خوش ہوتے ہیں۔ کیونکہ شیطان کی سیرۃ اُن کے اندر ہوتی ہے پس بدخواہی کسی انسان کی بھی اچھی نہیں۔ چہ جائیکہ محسن کی ہو۔ لہٰذا میں اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ وہ ایسے لوگوں کا نمونہ اختیار نہ کریں۔ بلکہ پوری ہمدردی اور سچی خیر خواہی کے ساتھ برٹش گورنمنٹ کی کامیابی کے ساتھ دعا کریں اور عملی طور پر بھی وفاداری کا نمونہ دکھائیں ہم یہ باتیں کسی صلہ یا انعام کی خاطر نہیں کرتے ہم کو صلہ اور انعام اور دنیوی خطابات سے کیا غرض۔ ہماری نیات کو علیم خدا خوب جانتا ہے کہ ہمارا کام محض اُسکے لئے اور اسی کے امر سے ہے۔ اُسی نے ہم کو تعلیم دی ہے کہ محسن کا شکر کرو۔ ہم اس شکرگذاری میں اپنے مولیٰ کریم کی اطاعت کرتے ہیں۔ اور اُسی سے انعام کی اُمید رکھتے ہیں سو تم جو میری جماعت ہو۔ اپنی محسن گورنمنٹ کی خوب قدر کرو۔ اب میں چاہتا ہوں کہ ٹرانسوال کی جنگ کے لئے ہم دعا کریں"۔

(اس کے بعد حضرت اقدس نے نہایت جوش اور خلوص کے ساتھ دعا کے لئے ہاتھ اُٹھائے اور سب حاضرین نے جن کی تعداد ایک ہزار سے متجاوز تھی دعا کی۔ ایڈیٹر)

از اخبار الحکم ۱۷ فروری سنہ ۱۹۰۰ء

اسلام اور فطرۃ

اس مذہب کی خداشناسی نہایت صاف صاف انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ اگر تمام مذہبوں کی کتابیں نابود ہو کر اُن کے سارے تعلیمی خیالات اور تصورات بھی محو ہو جائیں۔ تب بھی خدا جس کی طرف قرآن رہنمائی کرتا ہے۔ آئینہ قدرت میں صاف صاف نظر آئے گا۔ اور اس کی قدرت اور حکمت سے بھری ہوئی صورت ہر ایک ذرے میں چمکتی ہوئی دکھائی دیگی۔ غرض وہ خدا جس کا پتہ قرآن شریف تبلاتا ہے اپنی موجودات پر فقط قہری حکومت نہیں رکھتا۔ بلکہ موافق آیہ کریمہ **الست بربکم قالوا بلٰی** کے ہر ایک ذرہ ذرہ اپنی طبیعت اور روحانیت سے اس کا حکم بردار ہے۔ اس کی طرف جھکنے کے لئے ہر ایک طبیعت میں ایک کشش پائی جاتی ہے۔ وہ بلاشبہ اُسی طرف سے ہے جیسا کہ قرآن شریف نے اس آیت میں اسی بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ **ان من شیءٍ الا یسبح بحمدہ** یعنی ہر ایک چیز اُس کی پاکی اور اس کے محامد بیان کر رہی ہے۔ اگر خدا ان چیزوں کا خالق نہیں تھا۔ تو ان چیزوں میں خدا کی طرف کیلئے کشش پائی جاتی ہے۔ ایک غور کرنے والا انسان ضرور اس بات کو قبول کرلے گا۔ کہ کسی مخفی تعلق کی وجہ سے یہ کشش ہے۔ پس اگر وہ تعلق خدا کا خالق ہونا نہیں تو کوئی آریہ وغیرہ اس بات کا جواب دیں کہ اس تعلق کی وید وغیرہ میں کیا ماہیت لکھی ہے۔ اور اس کا کیا نام ہے۔ کیا یہی سچ ہے کہ خدا زبردستی ہر ایک چیز پر حکومت کر رہا ہے۔ اور ان چیزوں میں کوئی طبعی قوت اور شوق خداتعالیٰ کی طرف جھکنے کا نہیں ہے۔ معاذ اللہ ہرگز ایسا نہیں۔ بلکہ ایسا خیال کرنا نہ صرف حماقت بلکہ پرلے درجے کی خباثت بھی ہے۔ مگر افسوس کہ آریوں کے وید نے خداتعالےٰ کی خالقیت سے انکار کر کے اس روحانی تعلق کو قبول نہیں کیا۔ جس پر طبعی اطاعت ہر ایک چیز کی موقوف ہے۔ اور چونکہ دقیق معرفت اور دقیق گیان سے وہ ہزاروں کوس دور تھے۔ لہٰذا یہ سچا فلسفہ ان سے پوشیدہ رہا ہے کہ ضرور تمام اجسام اور ارواح کو ایک فطرتی تعلق اس ذات قدیم سے پڑا ہوا ہے اور خدا کی حکومت صرف بناوٹ اور زبردستی کی حکومت نہیں بلکہ ہر ایک چیز اپنی روح سے اُس کو سجدہ کر رہی ہے۔ کیونکہ ذرہ ذرہ اُس کے بے انتہا احسانوں میں مستغرق اور اس کے ہاتھ سے نکلا ہوا ہے۔ مگر افسوس کہ تمام مخالف مذہب والوں نے خداتعالےٰ کے وسیع دریائے قدرت اور رحمت اور تقدس کو اپنی تنگ دلی کی وجہ سے زبردستی روکنا چاہا ہے اور انھیں وجوہ سے ان کے فرضی خداؤں پر کمزوری اور ناپاکی اور بناوٹ اور بیجا غضب اور بیجا حکومت کے طرح طرح کے داغ لگ گئے ہیں۔ لیکن اسلام نے خداتعالیٰ کی صفات کاملہ کی تیز رو دھاروں کو کہیں نہیں روکا۔ وہ آریوں کی طرح اس عقیدہ کی تعلیم نہیں دیتا کہ زمین اور آسمان کی روحیں۔ اور ذرات اجسام اپنے وجود کے آپ ہی خدا ہیں۔ اور جس کا پرمیشر نام ہے۔ وہ کسی نامعلوم سبب سے محض ایک راجہ کے طور پر ان پر حکمران ہے۔ اور نہ عیسائی مذہب کی طرح یہ سکھاتا ہے کہ خدا نے انسان کی طرح ایک عورت کے پیٹ میں جنم لیا۔ اور نہ صرف نو مہینہ تک خون حیض کھا کر ایک گنہگار جسم سے جو بنت سبع اور تمر اور آحاب جیسی حرامکارہ کے خمیر سے اپنی فطرت میں ابنیت کا حصہ رکھتا تھا۔ خون۔ ہڈی اور گوشت کو حاصل کیا۔ بلکہ بچپن کے زمانہ میں جو بیماریوں کی صعوبتیں ہیں جیسے خسرہ چیچک دانتوں کی تکالیف وغیرہ تکلیفیں وہ سب اُٹھائیں۔ اور بہت سا حصہ عمر کا معمولی انسانوں کی طرح کھو کر آخر موت کے قریب پہنچ کر خدائی یاد آ گئی۔ مگر چونکہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ تھا۔ اور خدائی طاقتیں ساتھ نہیں تھیں۔ اسلئے دعوے کے ساتھ ہی پکڑا گیا۔ بلکہ انسان ان سب نقصانوں اور ناپاک حالتوں سے خدائے حقیقی ذوالجلال کو منزہ اور پاک سمجھتا ہے اور اس وحشیانہ غضب سے بھی اُس کی ذات کو برتر قرار دیتا ہے۔ جب تک کسی کے گلے میں پھانسی کا رسہ نہ ڈالے۔ تب تک اپنے بندوں کے بخشنے کے لئے کوئی سبیل اس کو یاد نہ آوے اور خداتعالیٰ کے وجود اور صفات کے بارے میں قرآن کریم یہ سچی اور پاک اور کامل معرفت سکھاتا ہے کہ اس کی قدرت اور رحمت وعظمت اور تقدس بے انتہا ہے۔ اور یہ کہنا قرآنی تعلیم کی رو سے سخت مکروہ گناہ ہے کہ خداتعالیٰ کی قدرتیں اور عظمتیں اور رحمتیں ایک حد پر جا کر ٹھیر جاتی ہیں۔ یا کسی موقع پر پہنچ کر اس کا ضعف اس کے مانع آجاتا ہے۔ بلکہ اس کی تمام قدرتیں اسی مستحکم قاعدہ پر چل رہی ہیں کہ باستثنار ان امور کے جو اس کے تقدس اور کمال اور صفات کاملہ کے مخالف ہیں یا اس کے مواعید غیر متبدلہ کے منافی ہیں۔ باقی جو چاہتا ہے کر سکتا ہے۔ کیونکہ یہ بات اس کی صفت قدیم حیّ و قیوم ہونے کے مخالف ہے۔ وجہ یہ کہ وہ پہلے ہی اپنے فعل اور قول میں ظاہر کر چکا ہے کہ وہ ازلی ابدی غیر فانی ہے۔ اور موت اس پر جائز نہیں۔ ایسا ہی یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی عورت کے رحم میں داخل ہوتا۔ اور خون حیض کھاتا۔ اور قریباً نو ماہ پورے کر کے سیر ڈیڑھ سیر وزن پر عورتوں کی پیشاب گاہ سے روتا چلاتا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور پھر روٹی کھاتا پاخانہ جاتا اور پیشاب کرتا۔ اور تمام دکھ اس فانی زندگی کے اُٹھاتا ہے اور آخر چند ساعت جان کندنی کا عذاب اُٹھا کر اس جہان فانی سے رخصت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ تمام امور نقصان اور منقصت میں داخل ہیں۔ اور اس کے جلال قدیم اور کمال تام کے برخلاف ہیں۔

(باقی آئندہ)

خط و کتابت
کے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجئے
ورنہ
عدم تعمیل کی شکایت معاف
(مینیجر)

مکتوباتِ احمدیہ

حضرت ڈاکٹر حافظ خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے نام

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ ان بزرگوں میں سے ایک ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے تھے۔ حضرت کو جو آپ سے محبت تھی اس کا اظہار اس مکتوب میں موجود ہے۔ اور حضرت ڈاکٹر صاحب آپ کی راہ میں ایثار اور قربانی کا جو مقام حاصل کر چکے تھے اس کی حقیقت بھی عیاں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ گویا وہ لاکھوں کروڑوں انسانوں میں سے **ایک تھے**۔ آپ کی اس للہیت۔ اخلاص اور صدق و وفا کو دیکھ کر حضور نے ایسے وقت میں جبکہ حضرت صاحبزادگان کی عمر علے التواتر سات سال۔ تین سال اور پانچ ماہ تھی یہ خواہش ظاہر فرمائی کہ کسی ایک صاحبزادے سے آپ کی کسی دختر بلند اختر کا نکاح ہو جاوے اور اسطرح پر حضرت ڈاکٹر صاحب گویا مریدوں ہی میں نہیں بلکہ آپکے عزیز ترین رشتہ داروں میں داخل ہو جاویں۔ آخر خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش کو پورا کر دیا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا نکاح آپ کی بڑی صاحبزادی سے ہو گیا۔ اور خدا تعالیٰ نے اس رشتہ کو بابرکت فرمایا۔ اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے کا بہت بڑا اور پہلا ذریعہ ہو گیا اللھم زد فزد

غرض یہ مکتوب نہایت قیمتی ہے۔ اور حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی سیرۃ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہے۔ جس کو میں حضرت ڈاکٹر صاحب کے حالات زندگی میں انشاء اللہ بیان کروں گا۔ وباللہ التوفیق

(عرفانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محبی عزیزی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل کی ڈاک میں آپ کا مبلغ پانسو روپیہ مجھ کو پہنچا۔ جزاکم اللہ خیراً۔ آپ کو خدا تعالیٰ بہت جزائے خیر بخشے۔ **آپ صدق اور وفا سے اپنے اس وعدہ کو جو امداد للہ کے لئے کیا تھا ادا کر رہے ہیں**۔ اور یہ ایک ایسی عمدہ صفت ہے جو اس گندے زمانہ میں لاکھوں کروڑوں آدمیوں میں سے کسی کسی فرد بشر میں پائی جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے واسطے بات اور وعدہ کا پاس جو سچی جواں مردی کی نشانی ہے۔ بہت ہی کم لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ اور بیوی بچوں کی ہمدردیوں یا زینتوں میں ان کے مال خرچ ہوتے رہتے ہیں یہانتک کہ یکدفعہ اس بیوفا دنیا سے واپس بلائے جاتے ہیں۔ دین کی طرف جھکنا انھیں دلوں کا کام ہے جن کو آخرت پر سچا ایمان ہوتا ہے۔ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں۔ اور آپ میں رشد اور صلاح کے آثار پاتا ہوں۔ اور ایک خاص تعلق آپ کا سمجھتا ہوں۔

ایک مرتبہ میرے دل میں خیال آیا تھا کہ اب میرے یہ چھوٹے تین لڑکے ہیں **محمود** (ہفت سالہ) بشیر (تین سالہ) شریف (پانچ ماہ) بہتر ہو کہ اگر خدا تعالےٰ چاہے قریب بلوغ ہو کر بشرطیکہ جانبین کی اولاد میں خدا تعالیٰ کے فضل سے خیر و عافیت رہے آپ کی کسی لڑکی سے کوئی لڑکا منسوب ہو۔ یہ خیال صرف میرے اس نیک ظن سے پیدا ہوا تھا جو مجھے آپکے باطنی اخلاص اور محبت پر ہے۔ مگر پھر مینے یہ خیال کیا کہ یہ سب امور آپ کے والد صاحب کے اختیار میں ہیں اور ابھی ان کا ذکر بھی نامناسب ہے اگر کوئی ایسا موقعہ ہوا کہ آپ کی رائے بھی ان بزرگوں کی مجلس میں سنی جائے۔ تب بشرط خیریت جانبین کے یہ تحریک ہو سکتی ہے۔ اس شرط سے کہ موقع بنا ہوا ہو۔ کوئی تجویز نہ ہو گئی ہو اسلئے اس خیال کو ابھی قابل ذکر نہ سمجھا جائے کہ خود بچے بہت کمسن ہیں۔ ابھی بلوغ تک زمانہ پڑا ہے۔ وہی ہو گا جو خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدّر اور اس کی نظر میں پسندیدہ ہے۔

رسالہ ست بچن۔ آریہ دھرم۔ نور القرآن۔ منن الرحمٰن طیار ہو رہے ہیں۔ بعض ان میں سے تین ہفتہ تک انشاء اللہ شائع ہو جائیں گے۔ باقی سب خیریت ہے والسلام

خاکسار:۔ غلام احمد

۴ر اگست ۱۸۹۵ء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکتوبات کی پانچ جلدیں

ہر جلد کی قیمت صرف ایک روپیہ۔ علاوہ محصولڈاک

دفتر الحکم قادیان سے طلب کیجئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی

دُعائیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کامیابی کا سب سے بڑا حربہ آپ کا آستانہ الٰہی پر گر کر دعائیں کرنا ہے۔ جو انقلاب آپ کی بعثت نے پیدا کیا۔ یہ ان دعاؤں ہی کا ثمرہ ہے خدا تعالیٰ کی ہستی کو دنیا میں آپنے اس عہد الحاد میں جو آئینہ کر دیا۔ اور ایک بصیرۃ افروز یقین اسپر پیدا کرایا۔ وہ دعاؤں ہی کا نتیجہ ہے آپ کو اپنی دعاؤں کی قبولیت پر اسقدر ناز تھا کہ آپ اپنے دشمن کو خطاب کر کے فرماتے ہیں ؎

عمارتِ ہمہ نادان خراب خواہم ساخت
اگر گریہ بر غمگسار خود بکنم

اور کبھی دنیا کی ہر قسم کی مصیبتوں اور مشکلات میں مبتلا لوگوں کو بشارت دیتے۔ اور اپنے مقام کی طرف دعوت دیتے ہوئے فرماتے ؎

ہزار عقدۂ مشکل نگر دو حل
جو پیش او بروی کار یک دعا باشد

غرض یہی ایک چیز ہے جو ہر مشکل کی کلید ہے۔ اور ہر درد کی دوا ہے۔ اسلیئے میں آپ کی دعاؤں کو بار بار پیش کر رہا ہوں کہ ہم خود

دعاؤں کی عادت ڈالیں

اب ذیل میں آپ کی ایک دعا کو پڑھو جو منظوم ہے۔ اس سے آپ کے مقصد عالی کا پتہ چلتا ہے جو آپ لیکر آئے۔ اور آپ کی فطرت میں جو کرم اور شفقت اپنے دشمنوں تک کے لئے تھی اس کا اظہار ہوتا ہے اپنے رب کریم کے حضور پکارتے ہیں کہ ؎

اے خدا تیرے لئے ہر ذرہ ہو میرا فدا!
مجھکو دکھلا دے بہار دیں کہ میں ہوں اشکبار
خاکساری کو ہماری دیکھ اے دانائے راز
کام تیرا کام ہے ہم ہو گئے اب بے قرار
اک کرم کر پھیر دے لوگوں کو فرقاں کی طرف
نیز دے توفیق تا وہ کچھ کریں سوچ اور بچار
گو وہ کافر کہہ کے ہم سے دور تر ہیں جا پڑے
انکے غم میں ہم تو پھر بھی ہیں حزین و دلفگار
ہم نے یہ مانا کہ ان کے دل ہیں پتھر ہو گئے
پھر بھی پتھر سے نکلسکتی ہے دینداری کی نار
کیسے ہی وہ سخت دل ہوں ہم نہیں ہیں نا امید
آیۃ لا تیئسوا رکھتی ہے دل کو استوار
پیشہ ہے رونا ہمارا پیش رب ذو المنن
یہ شجر آخر کبھی اس نہر سے لائینگے بار

وصیتیں

۴۱۳۲ منکہ محمد صادق ولد چودھری شیر محمد خاں قوم راجپوت عمر ۲۲ سال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۲/۴/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن [illegible] وال ڈاکخانہ خاص تحصیل [illegible] ضلع گورداسپور

میری آمدنی اسوقت ماہانہ مبلغ ۱۵ روپیہ ہے۔ اسکے علاوہ جو آمدنی ہو۔ سب آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میری موجودہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ جو کچھ جائیداد میں پیدا کروں گا۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد جو جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور ماہانہ چندہ معہ وصیت ادا کر کے رسید حاصل کرتا رہوں گا۔

العبد محمد صادق احمدی حال ملازم پٹوار نہر موضع بہادر پور ریاست بہاولپور ڈاکخانہ ضلع رحیم یار خان

گواہ شد محمد اسمعیل احمدی امام الصلوٰۃ گہوکہوال ڈاکخانہ احمد پور ضلع رحیم یار خان بہاولپور سٹیٹ

گواہ شد:۔ فرزند علی صادق احمدی بستی گہوکہوال ڈاکخانہ احمد پور۔ ضلع رحیم یار خاں بہاولپور سٹیٹ

۴۱۳۳۔ منکہ حاکم دین ولد حسن دین قوم راجپوت کھوکھر عمرہ ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۸ء ساکن سیالکوٹ شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج ۹ ۱۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے مکان پختہ قیمتی تخمیناً ۶۰۰ روپیہ واقعہ محلہ اراضی یعقوب خانگی اسباب قیمتی تخمیناً -/۱۵ روپیہ۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اسوقت -/۵ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔ المرقوم ۹ ۱۲/۳۴

العبد:۔ حاکم دین ولد حسن دین قوم راجپوت کھوکھر شہر سیالکوٹ نشان انگوٹھہ

گواہ شد غلام حسن ولد نتھو قوم ارائیں احمدی موصی شہر سیالکوٹ محلہ اراضی یعقوب

گواہ شد:۔ بشیر احمد ولد غلام علی قوم ارائیں احمدی شہر سیالکوٹ نشان انگوٹھہ

گواہ شد:۔ فضل احمد ولد نواب خان قوم جٹ

۴۱۳۴ منکہ رشیم بی بی زوجہ حاکم دین قوم راجپوت بھٹی عمرہ ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن شہر سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۹ ۱۲/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہو۔ اس ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ میری موجودہ جائیداد صرف حق مہر تعدادی -/۵۰ روپیہ ہے۔ جو کہ ابھی مینے اپنے شوہر سے لینا ہے۔ فقط المرقوم ۹ ۱۲/۳۴

العبد رشیم بی بی زوجہ حاکم دین قوم راجپوت بھٹی شہر سیالکوٹ محلہ اراضی یعقوب

گواہ شد حاکم دین ولد حسن دین مرحوم راجپوت کھوکھر شہر سیالکوٹ محلہ اراضی یعقوب خاوند موصیہ بقلم خود۔

گواہ شد:۔ بشیر احمد ولد غلام علی قوم ارائیں سکنہ سیالکوٹ محلہ ارضی یعقوب

گواہ شد:۔ فضل احمد ولد نواب خان قوم جٹ باجوہ سکنہ تلونڈی عباس خان ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ و سکرٹری وصایا سیالکوٹ بقلم خود۔

۴۱۳۵ منکہ محمد الدین عرف منشی ولد باغ ارائیں عمر ۴۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۱ء سکنہ بھٹیاں ڈاکخانہ کاہنوان تحصیل و ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۹ ۳/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میرے مرنے کیوقت جس قدر میری جائیداد ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائے گی۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ آراضی دو کنال موروثی قیمتاً ۵۰ روپیہ۔ اراضی بیع دو کنال قیمتی -/۵۰ مکان خام قیمتی -/۷۰ روپیہ مال مویشی -/۱۰۰ روپیہ اس جائداد کے علاوہ مینے مبلغ -/۲۰۰ روپیہ کی زمین رہن بھی لی ہوئی ہے۔ میری کل جائداد کی قیمت مبلغ -/۴۷۰ روپیہ ہے۔ اگر میری وفات مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ کوئی اور جائداد ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ المرقوم ۹ ۳/۳۴

العبد محمد الدین عرف منشی ساکن بھٹیاں مذکور نشان انگوٹھہ گواہ شد حکیم عطا محمد قادیان بقلم خود

گواہ شد سکندر علی پنشنر مدرس ہائی سکول قادیان بقلم خود

۴۱۳۶ منکہ مسماۃ نور بھری بیوہ ملک دین مرحوم قوم لودھرے عمر تقریباً ۸۰ سال تاریخ بیعت سال ۱۹۳۱ء ساکن چک ۹۰ شمالی ڈاکخانہ سرگودہ ضلع شاہ پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۶ ۳/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اسوقت صرف زیور گوکھرو نقرئی قیمتی چالیس روپیہ اندازاً ہے جس کا تہائی حصہ میری وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کیا جاوے۔ اگر میری وفات کیوقت کوئی اور جائداد منقولہ یا غیر منقولہ میری موجود ہو تو اسکے بھی ایک تہائی حصہ حاصل کرنے کی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہوگی۔ اور اگر کوئی رقم اس میں سے اپنی زندگی میں ادا کر دوں گی۔ تو وہ اس میں سے مجرا کی جاوے گی۔ المرقوم ۱۶ مارچ ۱۹۳۴ء

العبد:۔ نور بھری نشان انگوٹھہ موصیہ

گواہ شد:۔ غلام محمد ولد نور محمد قوم ملیار سکنہ موضع حال بالا زم سرگودہ

گواہ شد:۔ غلام قادر آبادکار چک ۹۰ پسر موصیہ بقلم خود

۴۱۳۷۔ منکہ چودھری دین محمد ولد بوٹے خان قوم [illegible] زمیندار عمرہ ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۱ء ساکن دھرنگ ڈاکخانہ کالی صوبے خان تحصیل و ضلع گوجرانوالہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۴ ۳/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے۔

۳۱ گھماؤں زمین زرعی میں سے نصف کا میں مالک ہوں۔ جو کہ ۱/۲ ۱۵ گھماؤں ہوتی ہے۔ جس کی قیمت تین ہزار پانچسو روپیہ ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ ایک مکان پختہ اور ایک حویلی خام برائے مویشیان ہے۔ جن کی قیمت تین ہزار روپیہ ہے اس کے نصف کا میں مالک ہوں۔ یعنی پندرہ سو روپیہ کی میری ملکیت ہے۔ گویا میرے حصہ جائداد کی کل قیمت پانچ ہزار روپیہ ہے۔ لیکن میرا گذارہ صرف اس جائیداد پر ہی نہیں۔ بلکہ آمد پر ہے۔ جو کہ اسوقت -/۲۸ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا فقط ۲۴ مارچ ۱۹۳۴ء

بقلم تمیم حسن آئینہ ساز ۲۴ مارچ ۱۹۳۴ء

العبد چودھری دین محمد سکنہ دھرنگ ڈاکخانہ کالی صوبے خان ضلع گوجرانوالہ۔ حال ڈسپنسر سول ہسپتال وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ بقلم خود ۲۴ ۳/۳۴

گواہ شد حافظ فیض احمد موصی امام مسجد احمدیہ وزیر آباد

گواہ شد:۔ فضل الٰہی موصی جنرل سکرٹری وزیر آباد بقلم خود

الحکم کے خاص نمبر میں کیا ہوگا؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت۔ صداقت اور کارناموں کے ذکر کے علاوہ اس کے مضامین کا مختصر سا خاکہ صفحہ ۲ پر ملاحظہ فرمائیں۔ ابھی وقت ہے احباب جلد درخواستیں بھیجیں سو کاپی کے خریدار کو ۸ روپیہ فی سیکڑہ اور ایک کاپی کی قیمت صرف ۴ آنہ ہوگی جلدی کیجیئے ورنہ یہ پرچہ کسی داموں پر بھی میسر نہیں آسکتا۔

(مینیجر)

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپا اور الحکم آفس دار البرکات منزل الحکم سٹریٹ قادیان سے شائع ہوا)